

② مروجہ کمیٹی کی چند صورتیں اور انکا شرعی محاسبہ

اسوقت ہمارے معاشرے میں کمیٹی نے بڑا رواج پایا ہے۔ یہ دراصل قرضے کا اشتراک ہوتا ہے۔ چند افراد مل کر یہ طے کر لیتے ہیں کہ اتنی مدت تک کے لئے کھاتہ میں ہر شریک مقررہ رقم جمع کرائے گا۔ پھر حسب شرائط قرضے یا بغیر قرضے کے جمع شدہ رقم تقسیم کی جاتی ہے اور کل رقم ایک شخص کو لے دی جاتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس یکے بعد دیگرے سب کے سب شرکاء اس عقد سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور یک مُشت اتنی خطیر رقم سے انسان اپنی اہم ضرورت پوری کر سکتا ہے۔

کمیٹی کی چند صورتیں

① دس اشخاص دس دس ہزار روپے کی شرکت سے ایک لاکھ روپے جمع کر لیتے ہیں اور حسب معاہدہ ساری رقم ایک شخص لے لیتا ہے۔ اب اس کے پاس اس کی اپنی رقم کے علاوہ نوے ہزار روپے اضافی جمع ہو گئے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ اضافی رقم جو پیشگی اُس کو حاصل ہوئی ہے۔ اس نے اس کا کون سا معاوضہ ادا کیا ہے۔ ہاں شرکاء نے آپس میں اپنی اپنی باری میں ایک دوسرے کو قرض دینے کا جو عہد کیا ہے۔ یہ اضافی رقم اس کی مرہونِ منت ہے۔

کمیٹی کی یہ وہ صورت تھی، جس میں مالک کی اصل رقم میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ نمبر وار فائدہ اٹھانے میں تقدیم تاخیر واقع ہو گئی ہے۔ کمیٹی کی اس صورت میں شرعاً چار خرابیاں ہیں۔ جن کی تفصیل کمیٹی کی جملہ صورتوں پر تبصرہ کے عنوان سے آپ مطالعہ کریں گے۔

② لاکھ روپے کی اس کمیٹی میں اگر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے لاکھ روپے کی بجائے پچانوے ہزار روپے فی الفور دے دیئے جائیں، جیسا کہ رائج ہے تو اس صورت میں اس نے پانچ ہزار کے عوض کمیٹی خرید لی۔ اور ساری رقم سے فائدہ اٹھالیا۔ لیکن ساٹھ چار ہزار روپے کی کمی کے باعث یہ نقصان میں رہا اور دوسرے کو پانچ پانچ صد روپے اضافی مل گئے

ایسی صورت میں شریعت کی دونوں شقوں کا خلاف کیا گیا ہے یعنی رقم کا پیشگی مل جانا اور اُدھار میں کمی بیشی کرنا۔

نوٹ | اس طریقہ کار سے اتنی بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ کمیٹی کی ساری رقم سے پہلے فائدہ اٹھانا بڑی منفعت کی چیز ہے۔ اگر یہ فائدے کی اور قیمتی چیز نہ ہوتی تو کچھ عرصہ بعد ملنے والی رقم کو یہ شخص ساڑھے چار ہزار کے عوض خرید نہ کرتا۔ اُدھار میں کمی کر کے اُسے جلدی وصول کرنے کو شریعت مقدسہ میں بجا کہا گیا ہے۔

① عن عبد الله بن عمر انه سئل من الرجل يكون له الدين على الرجل الى اجل فيضع عنه صاحب الحق ويعجله فذكره ذلك عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ ایک شخص کا دوسرے پر میعادی قرض ہے۔ صاحب حق اپنے قرض میں سے اس شرط پر کچھ چھوڑ دے تاکہ دوسرا اُسے جلدی ادا کرے۔ آپ نے اُسے ناپسند کیا اور اس سے منہی فرمائی۔

② عن زيد بن اسلم أنه قال كان الربا في الجاهلية ان يكون للرجل على الرجل الحق الى أجل قال ان تقضى أم تُرْبِي فان قضى اخذ والا زادته في حقه واخر عنه في الاجل۔

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ دور جاہلیت میں ربا یہ ہوتا تھا کہ جب قرض کی میعاد پوری ہوتی تو قرض خواہ قرض دار سے کہتا تھا۔ اُتقضى أم تُرْبِي؟ ادا کرنا چاہتا ہے یا ربا دینا چاہتا ہے۔ اگر وہ ادا کر دیتا تو فہما۔ ورنہ مالک قرض میں اضافہ کر کے میعاد بڑھا دیتا۔

③ قال مالك و ذلك عندنا بمنزلة الذي يوخر دينه بعد محله عن غريمه ويزيده الغريم في حقه قال فهذا الربا بعينه لا شك فيه۔

ترجمہ: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس صورت میں مالک اپنے حق کا کچھ حصہ قرض دار کے جلدی ادا کرنے کے باعث چھوڑ دیتا ہے۔ ربا ہے۔

۱۔ مؤطا امام مالک ص ۲۷۹

جاہلیت کے قائم مقام ہے۔ یہ بھی بعینہ رہا ہے۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

بصورت دیگر سو آدمی کیٹی میں شرکت کرتے ہیں۔ اور اس میں یہ طے پاتا ہے کہ جن چالیس آدمیوں کا قرعہ پہلے نکلے گا۔ اُن کو بالترتیب جملہ رقوم دیگر فارغ کر دیا جائے گا اُس کے بعد کیٹی کا ذمہ دار شخص ساٹھ آدمیوں کو اُن کی جمع شدہ رقم کی مقدار فی الفور ادا کر دے گا۔

اس شکل میں تین واضح خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں:

① چالیس آدمیوں کو اضافی رقم کا ملنا۔

② رقم کا پیشگی مل جانا۔

③ قرعہ اندازی سے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا۔

نوٹ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی کو شرعاً تسلیم کیا گیا ہے اور اس کے ذریعہ سے جو چیز حاصل ہو۔ وہ جائز اور حلال ہونی چاہیئے۔ لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم قرعہ اندازی کی صحیح صورت حال پر بحث کر کے اس کا شرعی نقطہ نظر تحریر کریں۔ ایسی قرعہ اندازی جس میں قرعہ ڈالنے والوں کے حقوق مساوی نہ ہوں اور صرف قرعہ کی بنیاد پر اُن کا حق تسلیم کیا جائے۔ قمار اور جوا کہلاتا ہے۔ مشرکین مکہ جوٹے کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرتے تھے۔ جسے قرآن نے رجب من عمل الشیطان کہا ہے۔

امام ابو بکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والقرعة فی الحقوق تنقسم الی معنیین احدهما تطیب النفوس من احقاق واحد من المقترعین ولا نجس حظہ مما اقترعوا علیہ مثل القرعة فی القسمة وفی قسم النساء وفی تقدیم الخصوم الی القاضی والثانی فی القرعة بین عبید اعتقہم المریض ولا

۱۰ احکام القرآن جلد ۲، ص ۲۶۵

مال لہ غیر ہم۔ الخ

ترجمہ: ”حقوق میں قرعہ اندازی کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ قرعہ اندازی میں شریک تمام لوگوں کو ایک شریک کو حتیٰ دینے پر رضا مند کرنا۔ در اں حالیکہ اس ایک شریک کا حصہ باقی سے کم نہ ہو۔ مثلاً عورتوں کی باری کی تقسیم اور قاضی کے پاس پہلے مقدمہ لیجانے میں قرعہ اندازی اور دوسرا معنی اس قرعہ اندازی میں ہے، جو ان غلاموں کے درمیان ہو جنہیں مریض آدمی آزاد کرے اور اُس آدمی کا غلاموں کے سوا کوئی مال نہ ہو۔“

جیسے وہ قرض جس میں اضلف کی شرط ہو ربا ہے۔ اس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اسی طرح ہر وہ قرض جو حصول منفعت کا ذریعہ ہو یا وہ قرض جو مشروط ہو یعنی اس شرط پر قرض دینا کہ قرض دار بھی قرض خواہ کو دوبارہ قرض دیگا۔ اس کا ذکر حدیث میں اس طرح سے ہے۔

كل قرض جر منفعة فمروربا۔ لہ

یہ حدیث اگرچہ خبر احاد میں سے ہے، لیکن اُمت میں تلقی بالقبول کے باعث اس کا متواتر المعنی میں شمار ہوتا ہے۔

اس حدیث کی شرح و تفسیر میں متعدد اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ جو ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں:

① علامہ ابن حزم محلی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں کہ:

لا یحل اقراض شیء لیرد الیک اقل ولا اکثر ولا من نوع آخر اصلاً۔ لہ
ترجمہ: کسی کو اس شرط پر قرض دینا کہ وہ اس قرض سے کم واپس کرے یا اُس

لہ عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً اخرجہ ابن اسامہ فی مسنده و لما رواہ شواہد کثیرہ۔ ولا جمل ذلك والله اعلم۔ صحیحہ امام الحرمین کما فی التلخیص ایضاً۔

(إعلام السنن ج ۱۴، ص ۳۹۸، ۳۹۹)

(إعلام السنن ج ۱۴، ص ۴۶۴، ۴۶۸)

۲۲

سے زائد یا کسی اور نوع سے اس کی واپسی کرنے، حلال نہیں ہے۔ صرف اتنی قدر اور اس قرض کی نوع سے واپسی درست ہے۔ یہ حکم اجارے قطعی سے ثابت۔
 (۲) موفق رحمۃ اللہ علیہ نے مُغنی میں اس مسئلہ کو ذرا بط سے لکھا ہے کہ:

وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ لہ
 ترجمہ: جس قرض میں زیادتی کی شرط لگائی جائے تو بلا اختلاف حرام ہے۔
 اس کے بعد موفق رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اقوال نقل کئے ہیں:
 (الف) ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق:

اجمعوا على ان المسلم اذا شرط على المتسلف
 زيادة او هدية فاسلف على ذلك ان فاضد
 الزيادة على ذلك رباء۔ لہ
 ترجمہ: قرض خواہ اگر قرضدار پر زیادتی یا ہدیہ کی پیشگی شرط عائد
 کر کے قرض دے تو اس زیادتی اور ہدیہ کا لینا رباء ہوگا۔
 (ب) ابی بن کعب۔ ابن عباس۔ ابن مسعود (رضی اللہ عنہم) ان سب
 بزرگوں نے ایسے قرض سے منع فرمایا ہے۔ جو جلب منفعت کا
 باعث ہو۔

وانهم فاضدوا عن قرض جبراً منفعة ولانه عقد ارفاق و
 قربة فاذا شرط فيه الزيادة اخرجہ عن
 موضوعہ۔ لہ

ترجمہ: کسی حاجت مند کو قرض دینا احسان اور حسن سلوک کی بد میں
 آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ جب کوئی شخص
 قرض میں زیادتی کی شرط لگاتا ہے تو اس کو اپنے اصل موضوع سے
 خارج کر دیتا ہے۔

ان عبارات میں جس شرط کا ذکر ہے۔ وہ دو طرح کی ہے۔ ایک وہ شرط جس میں برابر کا نفع ہوتا ہے۔ یعنی اس شرط کی وجہ سے قرض خواہ کو اگر زائد فائدہ حاصل ہوتا ہے تو قرض دار بھی فائدہ حاصل کئے بغیر نہیں رہتا۔ جیسا کہ حسب ذیل عبارت سے واضح ہوتا ہے:

وان شرط ان یوجره دارہ او یبعہ شیاً او یقرضہ المقترض مرة اخرى لم یجز۔

ترجمہ: اس شرط پر کہ وہ اس کو اپنا مکان کرایہ پر دیگا یا اس پر کوئی چیز فروخت کرے یا قرض دار بھی قرض خواہ کو دوسری دفعہ قرض دے گا۔ یہ سب صورتیں ناجائز ہیں۔

دوسری وہ شرط جس میں صرف قرض خواہ کا فائدہ ہو اور قرض دار کو نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ اس کی حرمت اس پہلی شرط کی حرمت کی نسبت زیادہ ہوگی۔

وان شرط ان یوجره دارہ باقل من اجر تمنا او علی ان یتساجر دار المقترض باكثر من اجر تمنا او علی ان یعدي لہ او یعمل لہ عملاً کان ابلغ فی التحريم۔

ترجمہ: اور اگر یہ شرط قرار پائی کہ قرض دار اپنا مکان قرض خواہ کو کم کرایہ پر دے گا یا قرض دار قرض خواہ کا مکان معمول سے زیادہ کرایہ پر لے گا یا وہ اس کو ہدیہ لے گا یا اس کا کوئی کام کرے گا تو یہ حد درجہ حرام ہے۔

کیٹی کی جملہ صورتوں پر تبصرہ مندرجہ بالا دلائل اور تشریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ مروجہ کیٹی کی مختلف صورتوں میں شرعی نقطہ نظر سے چند خرابیاں پائی جاتی ہیں:

① اصل رقم کے علاوہ اضافی رقم کا پیشگی حاصل ہو جانا اور اس سے نفع اٹھانا جو کہ رہائے۔

② رقم اندازی کے ذریعہ کیٹی تقسیم کرنا، جبکہ ہر شخص کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ میرا رقم پہلے نکلے اور یہ جوئے کی ایک قسم ہے۔

③ قرض مشروط یعنی قرض کے ساتھ یہ شرط لگانا کہ دوسری مرتبہ قرضہ دار بھی قرض خواہ کو قرض دیگا۔ ایسی صورت میں قرض تبرع اور احسان کی مد سے نکل کر معاملہ اور سود کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

④ شرعی اعتبار سے کیٹی میں قرض نے جب اپنی اصل وضع سے خارج ہو کر عقد اور بیع کی شکل اختیار کر لی ہے۔ تو لازم ہے کہ نقدی لین دین ایک مجلس میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ سونے اور چاندی میں کمی بیشی اور ادھار ربا بنتا ہے۔ حالانکہ کیٹی کا کھاتہ اُدھار پر چلتا ہے۔

⑤ کیٹی میں جمع کردہ رقم میں کمی بیشی کرنا اور قمرہ میں پہلے آنے والے ناموں کی ایک خاص مقدار کو جنہوں نے چند ایک اقساط جمع کرائی ہوں۔ ان کو کیٹی کی پوری رقم دیکر آئٹن اقساط جمع کرنے سے مستثنیٰ قرار دے دینا تو یہ دونوں صورتیں عین ربا ہیں اور قمار میں داخل ہیں۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ قرض اور تعاون کی ایک صورت ہے اور کیٹی جمع کرنے والا اس مجموعہ رقم کا امین ہے اور قرض میں تقابض فی المجلس شرط نہیں ہے۔ لہذا یہ لین دین جائز ہے لیکن ان حضرات نے قرض اور عقد میں فرق نہیں کیا۔ قرض تو محض ایک تبرع اور احسان ہوتا ہے اور کیٹی میں قرض کے عوض قرض بطور شرط کے ہوتا ہے تو یہ ایک معاملہ ہوا:

الاعتبار فی العقود بمقاصد ہالابالفاظیہا۔

ترجمہ: یعنی معاملات شریعہ میں مقاصد کا اعتبار ہوتا ہے نہ محض الفاظ کا۔ کیٹی جمع کرنے والا اس معنی میں امین ہوتا ہے کہ آفات سماوی سے تلف ہونے والی رقم کا اس کو تعاون نہیں اٹھانا پڑتا۔ لیکن اس کے ساتھ وہ معاملہ شریک بھی ہوتا ہے اور اس امانت میں وہ کیٹی کی جملہ شرائط کا پابند ہوتا ہے۔ بغیر صفامندی جملہ شرکاء کے وہ عند الطلب کسی ایک کے لئے قرض کی واپسی کا ذمہ نہیں اٹھاتا نیز امانت برائے حفاظت ہوتی ہے۔ نہ کہ برائے جلب منفعت اور یہاں کیٹی میں شریک شخص کو امین منتخب کیا جاتا ہے۔ جو اس امانت میں حصہ دار ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ قرض میں تقابض فی المجلس شرط نہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ قرض بشرط الاجل میں اجل یعنی مدت کا شرعاً اعتبار بھی نہیں ہوتا کہ اگر کسی شخص کو قرض دیا تو وہ مقررہ مدت سے پہلے بھی طلب کر سکتا ہے اور کیٹی میں تو مدت

مقررہ کی شرط لگائی جاتی ہے۔ اس مدت سے پہلے قرض خواہ قرض طلب نہیں کر سکتا۔ جب ثابت ہوا کہ قرض کسی شرط کو قبول نہیں کرتا اور یہاں مدت کی شرط کیٹی کی اصل غرض ہے تو کیٹی کے معاملہ کو قرض پر کیسے قیاس کیا جاسکتا ہے۔

نیز کیٹی جمع کرنے والا دوسرے ہر ایک فرد کو اس کی عزت اپنی رقم واپس نہیں کرتا بلکہ حسب ضابطہ ہر فریق کی باری میں اس کے قرض کے ساتھ دوسرے شرکاء کی جمع شدہ اضافی رقم بھی واپس کرتا ہے۔ یہ اس کے فرائض میں داخل ہے اور قرض میں عند الطلب قرض کی رقم ادا کی جاتی ہے نہ کہ زیادہ۔

قرض میں امانت کی صورت تو یہ تھی کہ ایک شخص کسی کے پاس مختلف اقساط جمع کراتا ہے اور جب اتنی بڑی رقم جمع ہو جاتی ہے تو وہ اپنی ضرورت کے لئے اُسے کام میں لاتا۔

ہمارے ہاں قرض کے ذریعہ منافع حاصل کرنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ مالک دوکان کرایہ دار کو قرض کی شرط پر دوکان کرایہ پر دیتا ہے۔ مالک جب تک وہ قرض واپس نہیں کرتا کرایہ دار سے دوکان خالی نہیں کرا سکتا اور قرض کی وجہ سے کرایہ میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے پھر اس میں پگڑی کا سسٹم چلتا ہے۔ ترقی کے اس دور میں پگڑی نے مختلف شکلیں اختیار کر لی ہیں۔ کرایہ دار کی منتقلی کے وقت اس میں بولی ہوتی ہے۔ بجائے خود یہ ایک مستقل کاروبار بن گیا ہے۔ دوسرے کرایہ دار پگڑی کی رقم جمع کراتا ہے۔ جس سے پہلے کرایہ دار کو بھی اس پگڑی کے فروخت کرنے، منافع کمانے کا موقع ملتا ہے۔ ساتھ ہی کرایہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سے مالک کو دو طرفہ فائدہ ہوتا ہے۔ دیکھئے کرایہ بشرط قرض کی ایک خرابی سے کتنی خرابیاں پیدا ہوتی چلی گئیں۔

ایسے ہی زمیندار کو مزارع بھی اس منصوبہ کے تحت قرض دیدیتا ہے۔ جب تک قرض واپس نہ ہوگا۔ اس وقت تک یہ زمین پر قابض رہے گا۔ شرح بٹائی بھی عام معمول سے زمیندار کم لے گا۔ مزارع کو یہ رعایتیں قرض کے باعث حاصل ہوتی ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں جو سمجھا تھا وہ یہی تھا کہ قرض سے اس قسم کے فوائد حاصل کرنا ربا میں داخل ہے۔